اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنفہ

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

کی غرض نہیں ہوتی۔ اس قول پر امامیہ، معتزلہ، اور حکماء کا اتفاق ہے۔ اور اشاعرہ کہتے ہیں کہ خدا کے افعال میں کوئی غرض (مصلحت) نہیں ہوتی۔ حالانکہ بہت سی آیتیں اور حدیثیں اس قول کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اکثر امامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جو خلق اور نظام عالم کیلئے زیادہ بہتر ہوتا ہے اُس کا فعل (عمل میں لانا) خدا پر واجب ہے اور بعض متکلمین کا اعتقاد یہ ہے کہ افعالِ الٰہی چاہیئے کہ مصلحت کے ضمن میں ہوا ور زیادہ بہتر ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور ظاہراً اس مسئلہ میں غور و فکر کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

چوتھا باب

نبوّت کی بحثوں کا بیان۔ اس میں چند بحثیں ہیں

پہلا مقصد یہ کہ امامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ پیغمبروں کی بعثت حق تعالیٰ پر عقلاً واجب ہے کیونکہ باجماع شیعہ لطف خداوند عالم پر واجب ہے اور اس پر نصوص متواترہ وارد ہوئے ہیں کہ تمام انبیاء اوّل عمر سے آخر عمر تک عمداً و سہواً صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں اور اس پر عقلی و نقلی دلیلیں قائم ہیں اور تبلیغ رسالت و وحی میں سہو و نسیان اُن پر جائز نہیں ورنہ ان کے قول پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن عادیہ (عادت والی باتوں) اور عبادات کے علاوہ بھی علمائے امامیہ میں مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں۔ بعضوں نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ابن بابویہ اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ ان سے سہو و نسیان جائز نہیں ہے لیکن جائز ہے کہ خداوند عالم اُن سے کسی مصلحت کی بناء پر سہو کرا دے جیسا کہ جنابِ رسُولِ خداؐ نے نمازِ عصر یا ظہر میں سہو کیا اور تشہد اوّل میں سلام پڑھ لیا۔ جب لوگوں نے یاد دلایا تو اُٹھے اور دوسری دو رکعت (بقیہ نماز) ادا فرمائی۔ کہتے ہیں کہ اُمت پر شفقت کی وجہ سے ایسا کیا کہ اگر کوئی نماز میں سہو کرے تو لوگ اُس کو سرزنش نہ کریں اور دُوسرے یہ کہ اُن (یعنی رسُول) پر خدائی کا گمان نہ کریں۔ اور دوسرے اکثر علماء اُس سہو کو واقع ہونا نہیں مانتے اور ان حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ معصوم ترکِ گناہ پر مجبور نہیں ہے۔ لیکن خداوندِ عالم اُس پر نوازشیں فرماتا ہے جس سے وہ اپنے اختیار سے قوتِ عقل و فطانت و ذکا اور حق تعالےٰ کی عبادت میں کمالِ اہتمام کے سبب سے اور اخلاقِ ذمیمہ اور اخلاقِ حسنہ سے اُس کی تحلیل اس حد تک پہنچتی ہے کہ محبت جنابِ اقدسِ الٰہی اس کے دل میں مستقر ہوتی ہے اور وہ قیدِ شہواتِ نفسانی اور خیالات جسمانی سے رہائی پاتا ہے اور ہمیشہ جمالِ حق کے مُطالعہ میں مشغول رہتا ہے اور جلال و

عظمتِ الٰہی اُس کے دل پر جلوہ فرما ہوتے ہیں لہٰذا معصوم بسبب کمالِ معرفت ہمیشہ اپنے کو خدا کا منظورِ نظر شمار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کے محبوب کی رضا کے خلاف اُس میں ہوتا ہے وہ ان کے دل کے قریب نہیں آتا۔ اگر کسی عجیب و غریب صورت میں اُن کے دل میں خیالِ معصیت آتا ہے تو جلالِ الٰہی کے مُلاحظہ کے سبب وہ اُس کے قریب بھی نہیں جاتے۔ نیز وہ شرم کرتے ہیں اس سے کہ ایسے خدائے جلیل کے حضور جو ہمیشہ اُن کا نگہبان ہے معصیت کے مرتکب ہوں۔ ان وجہوں سے گناہ اُن سے صادر نہیں ہوسکتا اور اگر ایسا ہوتا جیسا کہ کچھ گروہ نے گمان کیا ہے کہ حق تعالیٰ اُن کو ترکِ گناہ پر مجبور کرتا ہے تو کسی طرح عصمت ان کے لیے باعثِ تعریف نہ ہوگی اور نہ اُس کے ترک پر اُن کے لیے کچھ ثواب ہوگا۔

واضح ہو کہ جو آیتیں اور حدیثیں انبیاء سے صدورِ معصیت کا وہم پیدا کرتی ہیں جو اُن کی خطا کے ضمن میں ہیں ان کی تاویل ارتکاب مکروہ اور ترک اولیٰ سے کی گئی ہے اور چونکہ ان کے مرتبہ کی بلندی کے لحاظ سے یہ بھی عظیم ہے اس لیے اس کو معصیت سے تعبیر کیا ہے اور دوسری وجہیں بھی ہیں جن کا ذکر میں نے حیات القلوب میں کیا ہے اور جو تفاسیر اور تواریخ میں انبیاء کے حالات میں ان کی خطا سے متعلق ذکر ہے وہ اکثر حضرات اہلِ سنّت کی موضوعات اور افترا پردازیوں سے ہے جو یہودیوں کی کتابوں سے لی گئی ہیں تاکہ اپنے خلفائے جور کی خطائیں قابلِ اعتراض نہ ہوں اور اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اور ناقص شیعوں کے ایک گروہ نے بھی ان کو اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے۔ لیکن اہل بیت علیہم السلام کے طریقوں سے ان کی رد میں حدیثیں بہت ہیں جن کو میں نے عربی اور فارسی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ یہ رسالہ اُن کے ذکر کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان غلط روایتوں پر اعتماد و اعتقاد نہ رکھنا چاہیئے۔

دوسرا مقصد

واضح ہو کہ پیغمبروں کی حقیقت جاننے کا طریقہ معجزات ہیں۔ کیونکہ جو شخص بلند مرتبہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ بعض لوگ ان کے دعوے کو سچ نہیں مانتے ؎

اے بسا ابلیس آدم رو کہ ہست　　پس بہر دستے نباید داد دست

(اے مخاطب آدمی کی شکل میں بہت سے ابلیس ہیں لہٰذا ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔ یعنی ہر ایک کی بغیر سمجھے اطاعت نہ کرنا چاہیئے)

جس طرح کوئی شخص دعوے کرے کہ میں بادشاہ کی جانب سے تمہارا حاکم ہوں تم کو چاہیئے کہ میری اطاعت کرو۔ لہٰذا صرف اُس کے کہنے پر کوئی یہ بات قبول نہیں کرتا جب تک کہ کوئی تحریر یا نشانی بادشاہ کی جانب سے جو مخصوص ہوتی ہے نہ رکھتا ہو، اور معجزہ وہ فعل ہے جس کے کرنے سے عام لوگ عاجز ہوتے ہیں اور وہ عادت کے خلاف ہو۔ وہ پیغمبری کے دعوے کے ساتھ ہی

صادر ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر ایسا فعل ہو جو عام لوگوں سے صادر ہو تو وہ معجزہ نہیں ہے جیسے شعبدہ کے طور پر عجیب باتیں ہوتی ہیں اور اگر فعل خدا ہو اور معمولاً عمل میں آتا ہو، وہ بھی پیغمبر کا معجزہ نہیں ہے جیسے کہ طلوع آفتاب کے وقت کہے کہ یہ میرا معجزہ ہے کہ اس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اور اگر وہ فعل پیغمبری کے دعوے کے ساتھ نہ ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں معجزہ نہیں جیسے حضرت مریمؑ کے لیے خوان نعمت آنا۔ جو شخص پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو دین و مخلوق کی دنیا کی ریاست کے لیے بھیجا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ میرے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کرتا ہے یا مُردہ کو زندہ کرتا ہے اور فوراً ہی وہ امر واقع ہو تو بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ سچا ہے۔ کیونکہ خدا ہر چیز پہ قادر ہے۔ اور اس کا ہر علم ہر چیز پر محیط ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا لہٰذا اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اس کا دعویٰ قبیح ہوگا اور ہمارا اُس کی اطاعت کرنا بھی قبیح ہے۔ پھر خدا ہی نے ہر ایک کو قبیح کی جانب گمراہ کیا۔ اور یہ قبیح ہے اور امر قبیح خدا کے لیے محال ہے جیسا کہ معلوم ہوا اور چاہیے کہ معجزہ مُدعا کے موافق ہو، جو پیغمبر کی سچائی پر دلالت کرے اور اگر موافق نہ ہو تو اُس کے فاعل کے کذب پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ نقل کیا ہے کہ مسیلمہ کذّاب پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا۔ اُس سے لوگوں نے کہا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ایک اندھے کے لیے دعا کی اس کی آنکھوں میں بینائی پیدا ہوگئی۔ اُس نے ایک شخص کو بُلایا جس کی ایک آنکھ اندھی تھی اور دعا کی تو دوسری آنکھ بھی کور ہوگئی۔ لوگوں نے اُس سے کہا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنا لُعابِ دہن اُس کنوئیں میں ڈالا جو خشک تھا وہ کنواں پانی سے بھر گیا۔ اُس ملعون نے ایک کنوئیں میں اپنا لعابِ دہن ڈالا جس میں کم پانی تھا وہ بالکل خشک ہوگیا۔ لہٰذا اس کو معجزہ مکذّبہ کہا گیا ہے

تیسرا مقصد چاہیئے کہ پیغمبر اپنی تمام اُمت سے افضل ہو، اور سب سے زیادہ عالم ہو کیونکہ تفضیل مفضول عقلاً قبیح ہے اور چاہیئے کہ تمام علوم کا عالم ہو جس کی امت محتاج ہو اور چاہیئے کہ کمال صفتوں سے موصوف ہو۔ جیسے کمال عقل و دانائی و فطانت اور طاقت و عفت و رائے و شجاعت و کرم و سخاوت و ایثار (دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دینا) اور دین میں غیرت اور رافت و رحم و مُروت و تواضع و نرمی و مدارات اور ترکِ دُنیا، و رعایت صلحا، و علماء و اہلِ دین اور صفات ذمیمہ سے پاک ہو، جیسے کینہ، بُخل، حسد، حرص دنیا، حبّ مال، کج خلقی اور ان امراض سے محفوظ ہونا جو خلائق کی نفرت کا باعث ہو جیسے خورہ، برص (جسم پر سفید داغ) اندھا، بہرا، اور گونگا ہونا اور ازیں قبیل اور نسب میں ولد الزنا نہ ہو، اور نہ کسی قسم کا شبہ ہو۔ اور پیدائش پست نہ ہو اور نہ ذلیل پیشہ ہو جیسے جولاہوں، حجاموں اور جانوروں کے علاج کرنے والوں کا پیشہ اور مروّت کے خلاف کوئی کام اُس سے صادر نہ ہو جیسے بازاروں میں یا راستہ

چلتے ہوئے کوئی چیز کھانا وغیرہ ان امور کو بعض علماء نے ذکر کیا ہے ۔ اور بعض امور کا ذکر کیا جاتا ہے اور پیغمبروں کے آباواجداد جو جناب رسولِ خداؐ کے باپ دادا تھے ہمیشہ مسلمان رہے ہیں جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ لیکن تمام پیغمبروں کے باپ اگرچہ بعضوں کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ چاہیئے کہ مسلمان ہوں لیکن میرے نزدیک ثابت نہیں ہے اور اس پر عقلی و نقلی دلیل قائم نہیں ہے۔ اور بعض حدیثوں سے جو حضرت خضرؑ وغیرہ کے حالات میں وارد ہوئی ہیں ، اس کے خلاف دلالت کرتی ہیں۔ لیکن اس بارے میں توقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

چوتھا مقصد یہ کہ علمائے امامیہ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ انبیاء و آئمہ علیہم السّلام تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں اور عقلی دلیلیں بھی بہت بیان کی گئی ہیں۔ لیکن غیروں کے یہاں اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کی تعداد بھی ثابت نہیں ہے۔ مشہور تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں۔ مجملاً اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ تمام انبیاء اور اُن کے اوصیاء حق پر ہیں۔ اور جو کچھ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے (حق ہے) اور ان کی نبوّت دینِ اسلام کی ضروریات میں سے ہے جیسے آدم و شیث و ادریس و نوح و ہود و صالح و شعیب و ابراہیم و لوط و موسیٰ و عیسیٰ و اسماعیل و اسحاق و یوسف و داؤد و سلیمان و ایوب و یونس و الیاس علیہم السّلام ہیں۔ ان کی نبوت و حقیقت کا اقرار واجب ہے اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے وہ کافر ہے اور ان کے مرتبوں کی فضیلت میں بہت فرق ہے اور ان میں پانچ افراد سب سے افضل ہیں اور وہ نوح و ابراہیم و عیسیٰ و موسیٰ علیہم السّلام اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ ان کو اولوالعزم کہتے ہیں۔ ان کی شریعتیں اپنے سے پہلے کی شریعتوں کی ناسخ ہیں اور سب سے افضل جناب رسولِ خداؐ ہیں ان کے بعد جناب ابراہیمؑ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ نبی اور رسول کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق تسلیم کیا گیا ہے۔ رسول وہ ہے کہ بیداری میں اُس پر فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ نبی وہ ہے جس پر فرشتہ خواب میں نازل ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رسول وہ ہے جو کسی جماعت پر مبعوث ہو اور نبی وہ ہے جو کسی پر مبعوث نہ ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ رسول وہ ہے جو کوئی کتاب یا کوئی شریعت رکھتا ہو اور نبی وہ ہے کہ دوسرے رسول کی شریعت کا محافظ ہو۔ اور احادیثِ معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر چار قسم کے ہیں۔ اوّل وہ پیغمبر جو اپنی ذات پر مبعوث ہو اور دوسروں پر مبعوث نہ ہو۔ دوسرے وہ پیغمبر جو فرشتہ کو خواب میں دیکھتا ہے اور اُس کی آواز سنتا ہے۔ فرشتہ کو بیداری میں نہیں دیکھتا اور کسی پر مبعوث نہیں ہوتا۔ اُس پر ایک امام (پیشوا) ہوتا ہے یعنی وہ دوسرے پیغمبر کا تابع ہوتا ہے۔ جیسے حضرت لوط علیہ السّلام جو حضرت ابراہیمؑ کے تابع تھے۔ تیسرے وہ پیغمبر جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا اور اُس کی آواز